ڈاکٹر عفان سلجوق

کچھ داغستان کے بارے میں

چیچنیا میں جنگ بند ہوئے دو سال ہوئے کہ اب داغستان میں حریت پسند مجاہدین کی سرگرمیوں کی اطلاعات عالمی میڈیا کی توجہ کا مرکز بن رہی ہیں۔ ۱۹۹۱ء میں سوویت یونین کے زوال کے بعد سے مسلمان ریاستیں اور نیم خود مختار علاقے جو کہ کمیونسٹ استبداد کے تحت محکومی کی زندگی بسر کر رہی تھیں، مصائب و آلام، سیاسی دباؤ اور معاشی استحصال کے تحت نئے چیلنجوں سے دوچار ہو گئے ہیں۔ تاجکستان بد امنی کا شکار ہے۔ آذر بائیجان کو نگورنو کاراباغ کے مسئلے پر آرمینیا کی مداخلت کا مقابلہ کرنا پڑا ہے اور کبھی بھی دوبارہ اٹھ کھڑا ہو سکتا ہے۔ چیچنیا میں ۱۹۹۴ء سے لے کر اگست ۱۹۹۶ء تک بدترین خانہ جنگی اور کشت وخون جاری رہا۔ انگشتیا میں بھی حالات معمول پر نہیں اور اب داغستان میں مجاہدین کی سرگرمیاں اور ان کے خلاف روسی جوابی کاروائی تاریخ کے ایسے واقعاتی متصل کی کڑیاں ہیں کہ جن کے تناظر میں ایک جانب جہاں علاقے کے امن وسکون کو تباہ وبرباد کر دیا گیا، اس کے ساتھ ساتھ مقامی مسلم آبادی کے لیے بھی غیر یقینی صورت حال پیدا کر دی ہے۔ عجیب اتفاق ہے کہ تواتر کے ساتھ یہ تمام واقعات وحوادث قفقازیہ کے علاقے میں رونما ہو رہے ہیں جہاں صدیوں سے مسلمان آبادی اور روسی توسیع پسند حکمرانوں کے درمیان تفوق اور اقتدار کی کشمکش چلی آ رہی ہے۔

روسی زار بڑی مستقل مزاجی اور منصوبہ سازی کے ساتھ وسطی ایشیا اور قفقازیہ میں مسلم ریاستوں اور علاقہ جات کے خلاف پیش قدمی کرتے رہے جس کی ابتدا ۱۵۵۲ء میں قازان کی مسلم ریاست پر قبضہ سے ہوتی ہے چنانچہ اس تیزی سے بگڑتی صورت حال میں چیچنیا اور داغستان کے مسلمانوں نے اپنی جنگی حکمت عملی مرتب کی۔ خلافت عثمانیہ سے قریبی تعلقات قائم کیے چنانچہ قازان میں کامیابی کے بعد جب روسی داغستان کی طرف متوجہ ہوئے تو ۱۵۹۱ء میں اصل داغستان نے خلافت عثمانیہ کے ساتھ مل کر انہیں شکست فاش دی اور ۱۶۰۴ء میں انہیں مکمل ہزیمت اور پسپائی پر مجبور کر دیا اور روسیوں کو استراقال کی سرحدوں تک دھکیل دیا۔ ۱۷۷۱ء میں کریمیا پر روسیوں کے قبضے نے ان کے حوصلے پھر سے بلند کر دیے چنانچہ داغستان ایک مرتبہ پھر روسی جارحیت کا شکار بنا۔ اسلام کے نام پر مر مٹنے والے داغستانیوں نے نہایت دلیری اور پامردی کے ساتھ روسیوں کا مقابلہ کیا۔ ترکوں کے ساتھ عسکری تعاون کے علاوہ نقشبندیہ سلسلے کے شیوخ اور صوفیائے کرام نے مقامی مسلم آبادی میں جہاد کی تازہ روح پھونک دی اور ان صوفی ترکوں کو مقامی طور پر مرشد کہا جاتا تھا چنانچہ ۱۷۵۸ء میں امام مسعود منصور نقشبندی اور اس کے بعد شیخ محمد آفندی نے روسیوں کے خلاف داغستان میں جہاد کی قیادت کی۔

داغستان کی جدوجہد آزادی میں امام شامل علیہ الرحمہ کی شخصیت ممتاز رہی جو ۳۵ سال تک علاقے میں روسیوں کے ساتھ برسرپیکار رہے آخر کار ۱۸۵۶ء میں روسی ان کی تحریک کو کچلنے میں کامیاب ہو گئے۔ اس کامیابی کے باوجود روسیوں کو طریقت کے دو ممتاز ترین سلسلوں کے مرشدوں کی جانب سے برابر مزاحمت کا سامنا رہا۔ نقشبندیہ کے بعد قادریہ سلسلے کے شیوخ نے جہاد کا علم اٹھائے رکھا۔ داغستان پر تسلط کے دوران ان لوگوں نے شریعت کے نفاذ اور عربی کی ترویج کے لیے تحریک چلائی۔ داغستان میں روسیوں کے خلاف بڑے پیمانے پر جدوجہد ۱۹۲۰ء سے دوبارہ شروع ہوئی جو پانچ سال جاری رہی۔ امام نجم الدین اور شیخ لوزن حاجی نے اس کی قیادت کی۔ اس تاریخی پس منظر سے داغستان کے مسئلہ کا پس منظر اور اس کی اہمیت واضح ہو جاتی ہے۔

افغانستان کی جنگ کے دوران مسلم مجاہدین کی روسی سرحدوں کی تشکیل تو ہوئی اور ۱۹۹۱ء میں کمیونسٹ نظام کی شکست کے بعد سے یکے بعد دیگرے مختلف حریت پسند تحریکیں سامنے آئیں اس قسم کی تحریکوں اور تنظیموں میں مقامی رضاکار اور بیرونی ممالک کے سرفروش شامل رہے ہیں۔ افغانستان کے جہاد کے دوران پورے عالم اسلام سے حریت پسندوں روسی استعمار سے پنجہ آزمائی کے لیے جمع ہو گئے تھے۔ تقریباً" دس سال تک جاری رہنے والی جدوجہد مختلف اسلامی ملکوں میں جہادی تحریکوں اور تنظیموں کے قیام کا باعث بنی۔ چنانچہ افغانستان میں خانہ جنگی سے مایوس ہو کر اس میں سے بڑی تعداد بوسنیا کے محاذ پر منتقل ہو گئی جو اس دوران ۹۳-۱۹۹۱ء سے کھل گیا۔ دوسرا اور کوئی راستہ نہ تھا۔ یاسر عرفات نے فلسطین کے مسئلہ کے حل کو قبول کر لیا لہٰذا فلسطینی سرفروش بھی بوسنیا پہنچ گئے اور عالی جناب عزت بیگوچ کی منتشر فوج ان کی تائید اور شمولیت سے اس قدر طاقت ور ہو گئی کہ سربوں کے خلاف جنگ کا نقشہ ہی پلٹ کر رکھ دیا۔ بوسنیا میں امن کے بعد ان میں سے بڑی تعداد چیچنیا کے محاذ پر چلی گئی۔ مارچ ۱۹۹۸ء میں جب کوسوو کا مسئلہ ابھرا تو اس وقت کوسوو لبریشن آرمی میں صرف پچاس ساٹھ رضاکار تھے جو ایک سال کے عرصے میں ایک منظم اور جدید اسلحہ سے لیس فوج میں تبدیل ہو گئی۔ اب کوسوو میں امن و صلح کی

بقیہ صفحہ ۱۳ پر